عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے، تو بیوی وارث بنے گی؟

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Kan-19104 تاریخ:01-07-2026

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور ابھی عورت کی عدتِ طلاق باقی ہو کہ اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے، تو عورت اس کی وارث ہو گی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے انتقال کر جائے، تو عورت کے شوہر کی وارث بننے یا نہ بننے کے اعتبار سے مختلف صورتیں بنتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ

(1) اگر شوہر نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دی تھی، تو عورت اس کی وارث ہو گی۔

(2) اور اگر طلاقِ بائن ایک یا تین طلاقیں تندرستی کی حالت میں دی تھیں، تو عورت اس کی وارث نہیں بنے گی۔

(3) اور اگر طلاقِ بائن اپنے مرضِ موت میں اپنے اختیار سے بیوی کی رضامندی و مطالبے کے بغیر دی تھی، نہ کہ اکراہِ شرعی سے اور موت تک وہ مرض برقرار رہا، تو عورت اس کی وارث ہو گی۔

(4) اگر مرضِ موت میں طلاقِ بائن بیوی کی رضامندی یا مطالبے پر دی تھی یا طلاق دینے پر

مجبور کیا گیا تھا یعنی مار دیے جانے یا کوئی عضو کاٹ ڈالنے کی صحیح دھمکی دی گئی تھی، اس پر طلاق دی یا طلاق دینے کے بعد مرضِ موت سے شفایاب ہو گیا اور پھر اس کے بعد انتقال ہوا، اگرچہ صحتیابی کے بعد دوبارہ ویسا مریض ہو گیا ہو، تو ان تمام صورتوں میں عورت اس کی میراث نہیں پائے گی۔

بدائع الصنائع میں ہے: ”منها الارث عند الموت وجملة الكلام فيه أن المعتدة لا تخلو اما ان كانت من طلاق رجعي واما ان كانت من طلاق بائن أو ثلاث والحال لا يخلو اما ان كانت حال الصحة واما ان كانت حال المرض فان كانت العدة من طلاق رجعي فمات أحد الزوجين قبل انقضاء العدة ورثه الآخر بلا خلاف سواء كان الطلاق في حال المرض او في حالة الصحة ۔۔۔۔ **وان كانت من طلاق بائن أو ثلاث فان كان ذلك في حال الصحة فمات أحدهما لم يرثه صاحبه سواء كان الطلاق برضاها أو بغير رضاها**، وان كان في حال المرض فان كان برضاها لا ترث بالاجماع، وان كان بغير رضاها فانها ترث من زوجها عندنا“ **ترجمہ: اسی میں سے موت کے وقت وراثت کے احکام ہیں اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ معتدہ یا تو طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو گی یا طلاقِ بائن یا تین طلاق کی عدت میں ہو گی، اور جس حالت میں طلاق دی گئی وہ بھی دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو حالتِ صحت میں طلاق دی ہو گی یا حالتِ مرض میں طلاق دی ہو گی۔ اگر عدت طلاقِ رجعی کی ہو اور میاں بیوی میں سے کوئی ایک عدت ختم ہونے سے پہلے انتقال کر جائے، تو دوسرا بلا اختلاف اس کا وارث بنے گا، خواہ طلاق حالتِ مرض میں دی تھی یا حالتِ صحت میں ۔۔۔۔ اور اگر طلاقِ بائن یا تین طلاق کی عدت میں ہو، تو اگر یہ طلاق حالتِ صحت میں دی تھی، تو اس صورت میں میاں بیوی میں سے کسی ایک کے انتقال سے دوسرا اُس کا وارث نہیں بنے گا، خواہ طلاق عورت کی رضامندی سے تھی یا بغیر رضامندی، اور اگر مرضِ (موت) کی حالت میں طلاق دی تھی، تو اگر عورت کی رضامندی سے دی تھی، تو وہ بالاجماع وارث نہیں بنے گی اور اگر عورت کی رضامندی کے بغیر دی تھی، تو ہمارے نزدیک وہ اپنے شوہر کی وارث بنے گی (ملتقطاً)۔“**

(بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، جلد 4، صفحہ 496، ملتقطاً، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

کنز الدقائق میں ہے:"طلقها رجعیاً أو بائناً فی مرض موته ومات فی عدتها ورثت وبعدها لا وان أبانها بأمرها أو اختلعت منه أو اختارت نفسها بتفویضه لم ترث" ترجمہ: (شوہر نے) بیوی کو طلاق رجعی دی یا اپنے مرضِ موت میں بائن طلاق دی اور عورت کی عدت کے دوران انتقال کر گیا، تو عورت (اس کی) وارث ہو گی اور اگر عدت کے بعد انتقال ہوا تو وارث نہیں، اور اگر عورت کے کہنے سے اسے بائنہ کیا یا عورت نے شوہر سے خلع لی یا اسے طلاق تفویض کی تھی اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو وارث نہیں ہو گی۔"

اس کے تحت البحر الرائق میں ہے:" أراد به المرض الذی اتصل به الموت لأن حقها لا یتعلق بماله الا به فلو طلقها فی مرضه ثم صح ثم مات، وهی فی العدة لا ترث منه کما سیأتی، ولو طلقها فی مرضه ثم قتل أو مات من غیر ذلك المرض غیر أنه لم یبرأ فلها المیراث لأنه قد اتصل الموت بمرضه کذا فی الظهیریة" ترجمہ: مصنف نے اس سے ایسا مرضِ (موت) مراد لیا ہے جس سے موت متصل ہو، کیونکہ اِسی سے عورت کا حق اُس کے مال سے متعلق ہوتا ہے، تو اگر مرضِ موت میں طلاق دی، پھر تندرست ہو گیا، پھر انتقال ہوا اور عورت عدت میں ہو، تو وہ اس شخص کی وارث نہیں ہو گی، جیسا کہ عنقریب آئے گا، اور اگر مرضِ موت میں طلاق دی، پھر قتل کیا گیا یا اس بیماری کے علاوہ کسی اور سبب سے انتقال ہوا، مگر اس بیماری سے شفا بھی نہیں ہوئی تھی، تو عورت وارث بنے گی، کیونکہ موت اس کے مرض سے متصل ہو گئی، اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب طلاق المریض، جلد4، صفحہ70-71، کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جد الممتار میں فرماتے ہیں:

"واعلم أن الصور ثمان، لأن الطلاق فی المرض أو الصحة رجعی أو بائن، وموته فی العدة أو بعدها، فلو بعدها لم ترث مطلقاً، ولو فیها ترث فی الرجعی مطلقاً، وفی البائن لو فی المرض، وإلا لا" ترجمہ: جان لو کہ صورتیں آٹھ ہیں، کیونکہ طلاق مرضِ موت یا تندرستی کی حالت میں رجعی دی ہو گی یا بائن،

اور انتقال عدت میں ہوا ہو گا یا بعد میں، تو اگر انتقال عدت کے بعد ہو تو عورت مطلقاً وارث نہیں ہو گی، اور اگر عدت کے اندر فوت ہو تو طلاق رجعی میں عورت مطلقاً وارث ہو گی، اور طلاق بائن اگر مرض موت میں دی تھی تو وارث ہو گی ورنہ وارث نہیں ہو گی۔

(جد الممتار علی ردالمحتار، جلد 5، صفحہ 143، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے: ”عورت کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر مر گیا، تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں، عورت کی رضامندی سے دی ہو یا بغیر رضا۔۔۔۔اگر مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی ایک دی ہو یا زیادہ اور اسی مرض میں عدت کے اندر مر گیا خواہ اُسی مرض سے مرا یا کسی اور سبب سے مثلاً قتل کر ڈالا گیا، تو عورت وارث ہے، جبکہ باختیار خود اور عورت کی بغیر رضامندی کے طلاق دی ہو۔۔۔۔اور اگر عدت گزرنے کے بعد مرا یا اُس مرض سے اچھا ہو گیا، پھر مر گیا خواہ اُسی مرض میں پھر مبتلا ہو کر مرا یا کسی اور سبب سے یا طلاق دینے پر مجبور کیا گیا یعنی مار ڈالنے یا عضو کاٹنے کی صحیح دھمکی دی گئی ہو یا عورت کی رضا سے طلاق دی تو وارث نہ ہو گی۔“

(ملتقطاً از بہار شریعت، جلد2، صفحہ 163، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تنبیہ: مرضِ موت سے مراد ایسی بیماری ہے جس میں اس بات کا اندیشہ غالب و قوی ہو کہ یہ مریض اب زندہ نہیں رہ سکے گا اور پھر اسی غالب اندیشۂ موت کی حالت میں انتقال ہو جائے، اگرچہ کسی اور سبب سے مرے، لیکن اگر مرض میں کمی ہو کر اندیشہ موت غالب نہ رہا یا مرض ایک سال پرانا ہو کر ایک حالت پر قائم ہو گیا کہ اس عرصہ میں بیماری میں شدت نہ ہوئی تو اب وہ مرض موت نہ رہا اگرچہ اسی مرض سے انتقال ہو۔ہاں اگر دوبارہ مرض نے شدت اختیار کی کہ پھر سے ہلاکت و موت کا اندیشہ غالب ہو گیا، تو اگرچہ بیماری کی طوالت کے بعد ایسا ہو، تب بھی یہ مرض، مرضِ موت شمار ہو گا۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں کسی بیماری

کے مرضِ موت ہونے سے متعلق جامع کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"شرعاً کسی مرض کے مرض الموت ہونے کے لئے دو باتیں درکار ہیں کہ وہ دونوں جمع ہوں تو مرض الموت ہے اور ان میں ایک بھی کم ہو تو نہیں۔(1) اس مرض میں خوف ہلاک واندیشہ موت قوت وغلبہ کے ساتھ ہو، اگر اصلاً خوف موت نہیں یا ہے تو ضعیف ومغلوب ہے، تو مرض موت نہیں، اگرچہ اتفاقاً موت واقع ہو جائے۔ (2) اس غلبہ خوف کی حالت میں اس کے ساتھ موت متصل ہو، اگرچہ اس مرض سے نہ مرے موت کا سبب کوئی اور ہو جائے، مثلاً زید کو ہیضہ یا طاعون ہو اور ابھی اسے انحطاط کافی نہ ہوا تھا خوف ہلاک غالب تھا کہ سانپ نے کاٹا مر گیا یا کسی نے قتل کر دیا، تو اس مرض میں جو تصرفات کئے وہ مرض الموت میں تھے، اگرچہ موت اس مرض سے نہ ہوئی اور اگر انحطاط کافی ہو گیا تھا کہ غلبہ خوف ہلاک جاتا رہا اور اب اتفاقاً اسی مرض خواہ دوسرے سبب سے مر گیا، تو وہ تصرفات مرض کے نہ تھے اگرچہ حال اشتداد ہی میں کئے ہوں کہ انحطاط مرض وزوال خوف نے اسے مرض الموت نہ رکھا یوں ہی اگر بحال انحطاط وعدم خوف تصرفات کئے اور ان کے بعد پھر اشتداد ہو کر خوف غالب اور ہلاک واقع ہوا، تو یہ تصرفات حالت مرض کے نہ ہوں گے کہ بحال غلبہ خوف نہ تھے، اگرچہ ان سے قبل وبعد غلبہ تھا۔"

ردالمحتار میں ہے:"فی نورالعین، قال ابوالليث كونه صاحب فراش ليس بشرط لكونه مريضا مرض الموت بل العبرة للغلبة والغالب من هذا المرض فهو مرض الموت وان كان يخرج من البيت وبه كان يفتي الصدر الشهيد ثم نقل عن صاحب المحيط انه ذكر محمد رضى الله تعالىٰ عنه في الاصل مسائل تدل ان الشرط خوف الهلاك غالبا لا كونه صاحب فراش اھ۔"نورالعین میں ہے: ابواللیث نے کہا کہ مریض کا صاحب فراش ہونا اس کے مرض الموت کے مریض ہونے کے لئے شرط نہیں، بلکہ اعتبار غلبہ کا ہے، اور اس کا بیماری سے غالب گمان موت کا ہو، تو وہ مرض الموت ہو گی، اگرچہ وہ گھر سے نکلتا ہو، اور اسی کے ساتھ صدرالشہید فتوی دیتے تھے۔ پھر صاحب محیط سے

منقول ہے کہ بیشک امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصل میں کچھ ایسے مسائل ذکر فرمائے ہیں، جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں اس بیماری میں ہلاکت کے خوف کا غالب ہونا شرط ہے، نہ کہ مریض کا صاحب فراش ہونا اھ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے: "ان صار صاحب فرش بعد التطاول فھو کمرض حادث حتی تعتبر تصرفاتہ من الثلث اھ۔" اگر وہ بیماری کے لمبا ہونے کے بعد صاحب فراش ہوا، تو وہ نوپید بیماری مثل ہے، یہاں تک کہ تہائی مال میں اس کے تصرفات معتبر ہوں گے اھ (ت)

ردالمحتار میں ہے: "حاصلہ انہ ان صار قدیما بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازدیاد فھو صحیح، اما لومات حالۃ الازدیاد الواقع قبل التطاول اوبعدہ فھو مریض" اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر بیماری پرانی ہوگئی بایں صورت کہ سال کو محیط ہوگئی اور اس میں بیماری کی شدت حاصل نہیں ہوئی، تو وہ صحت مند ہوگا۔ لیکن اگر وہ بیماری کی شدت کی حالت میں مر گیا، چاہے وہ شدت بیماری کی طوالت سے پہلے واقع ہوئی یا اس کے بعد تو وہ مریض قرار پائے گا۔ (ت)

درمختار میں ہے: "مات فیہ بذٰلک السبب اوبغیرہ کان یقتل المریض اویموت لجھۃ اخری" وہ اس بیماری میں مرا اسی بیماری کے سبب سے یا کسی اور سبب سے، مثلاً: اس مریض کو قتل کردیا وہ کسی اور وجہ سے مر جائے۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد25، صفحہ459، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

بہار شریعت میں طلاقِ مریض کے بیان میں ہے: "مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی نسبت غالب گمان ہو کہ اس مرض سے ہلاک ہوجائے گا کہ مرض نے اُسے اتنا لاغر کردیا ہے کہ گھر سے باہر کے کام کے لیے نہیں جاسکتا، مثلاً: نماز کے لیے مسجد کو نہ جاسکتا ہو یا تاجر اپنی دوکان تک نہ جاسکتا ہو اور یہ اکثر کے لحاظ سے ہے، ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ اُس مرض میں غالب گمان موت ہو

اگرچہ ابتداءً جبکہ شدت نہ ہوئی ہو باہر جاسکتا ہو، مثلاً: ہیضہ وغیرہا امراض مہلکہ میں بعض لوگ گھر سے باہر کے بھی کام کرلیتے ہیں مگر ایسے امراض میں غالب گمان ہلاکت ہے۔ یوہیں یہاں مریض کے لیے صاحب فراش ہونا بھی ضروری نہیں اور امراض مزمنہ مثلاً سِل، فالج اگر روز بروز زیادتی پر ہوں تو یہ بھی مرض الموت ہیں اور اگر ایک حالت پر قائم ہوگئے اور پُرانے ہوگئے یعنی ایک سال کا زمانہ گزر گیا تو اب اُس شخص کے تصرفات تندرست کی مثل نافذ ہونگے۔“

(بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ162، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

مفتی فضیل رضا عطاری

15محرم الحرام1448ھ/01جولائی2026ء

نوٹ: دارالافتاءاہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاءاہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے